© rasailojaraid.com

رسائل و مسائل

قزع اور تشبّہ بالکفار

سوال۔ آپ نے رسائل و مسائل میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھا تھا کہ آپ کے نزدیک انگریزی طرز کے بال شرعاً ممنوع نہیں ہیں۔ آپ نے لکھا تھا کہ جو چیز ممنوع ہے وہ یا تو فعل قزع ہے یا وضع میں تشبہ بالکفار ہے اور انگریزی طرز کے بال ان دونوں کے تحت نہیں آتے۔ مگر آپ کا جواب بہت مختصر تھا اور اُس میں آپ نے اپنے حق میں دلائل کی وضاحت نہیں کی خصوصاً قزع کی جو تعریف آپ نے بتائی ہے اس کی تائید میں آپ نے کسی متعین حدیث یا اقوال صحابہ و ائمہ میں سے کسی قول کو نقل نہیں کیا۔ اسی طرح عہد نبوی میں غیر مسلموں کے اجزائے لباس کے اختیار کیے جانے کا آپ نے ذکر تو کیا ہے لیکن وہاں بھی آپ نے کوئی حوالہ پیش نہیں کیا۔ بہتر یہ ہوگا کہ آپ متعلقہ حوالہ جات کو بھی ترجمان میں نقل کر دیں تاکہ بات زیادہ صاف ہو جائے۔

آپ کی توضیح کے مطابق اس طرز کے بال رکھنا حرام تو نہیں لیکن آپ کا ذوق انہیں پسند بھی نہیں کرتا۔ کیا جو وضع اہلِ دین کے نزدیک ناپسندیدہ ہو مگر حرمت کے درجے میں نہ ہو اُس کی روک تھام کے لیے کوئی عملی تدابیر اختیار نہیں کی جاسکتیں؟

جواب:۔ کسی چیز کو شرعی حیثیت سے ناجائز کہنے کے لیے دو امور میں سے ایک کا پایا جانا ضروری ہے۔ یا تو بعینہٖ اس چیز کے متعلق کوئی حکم کلام شارع میں موجود ہو، یا شارع کی دی ہوئی کسی اصولی ہدایت کے تحت وہ ناجائز قرار پاتی ہو۔ اگر ان دونوں امور میں سے کوئی بھی نہ ہو تو ایسی چیز کو ناجائز نہیں کہا جاسکتا خواہ وہ کسی شخص یا گروہ کے مذاق پر کتنی ہی گراں ہو۔ اس قاعدۂ کلیہ کے تحت جب ہم تحقیق کرتے ہیں کہ انگریزی طرز کے بالوں کی شرعی حیثیت کیا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ مذکورۂ بالا وجوہِ تحریم میں سے کوئی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بھی یہاں نہیں پائی جاتی۔ سر کے بالوں کے متعلق نص صریح میں جس چیز کی ممانعت وارد ہوئی ہے وہ قزع ہے، اور قزع کی جو تعریف ائمۂ حدیث و فقہ نے بیان کی ہے وہ یہ ہے:۔

ان یحلق بعض رأس الصبی و یترک بعض (نافع مولیٰ ابن عمر۔ صحیح مسلم)

یہ کہ بچے کے سر کا کچھ حصّہ مونڈا جائے اور کچھ حصّہ چھوڑ دیا جائے۔

اذا حلق الصبی و ترک ھٰہنا شعرۃ و ھٰہنا و ھٰہنا و اشار الیٰ ناصیتہ و جانبی راسہ ... ولکن القزع ان یترک بناصیتہ شعر و لیس فی رأسہ غیرہ و کذالک شق رأسہ ھٰذا و ھٰذا (عمر بن نافع۔ صحیح بخاری)

جبکہ بچے کا سر اس طرح مونڈا جائے کہ صرف پیشانی پر اور سر کے دونوں جانب بال چھوڑ دیئے جائیں (پھر دوبارہ پوچھنے پر مزید تشریح کی کہ) مگر قزع یہ ہے کہ پیشانی کے بال چھوڑ کر باقی سارا سر مونڈ دیا جائے، اور اسی طرح یہ کہ سر کے اِن اِن حصوں کو چھوڑ کر باقی سر مونڈ ڈالا جائے۔

ابو داؤد کی روایت میں یہ تشریح خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے مستنبط ہوتی ہے۔ اس میں ابن عمر فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بچے کو دیکھا جس کے سر کا کچھ حصہ مُنڈا ہُوا تھا اور کچھ حصے پر بال چھوڑ دیئے گئے تھے۔ حضور نے اس فعل سے منع کیا اور فرمایا احلقوا کلہ او اترکوا کلہ "یا تو پورا مونڈ دو یا پُورے سر کے بال چھوڑ دو" اس سے یہ بات متعین ہو گئی کہ شریعت میں جو چیز بعینہٖ ممنوع ہے وہ کچھ مونڈنا اور کچھ رکھنا ہے، اور ظاہر ہے کہ اس کا اطلاق ان بالوں پر نہیں ہوتا جو آج کل انگریزی بال کے نام سے مشہور ہیں۔

اب رہ گیا دوسرا امر کہ شارع کی کسی اصولی ہدایت کے تحت ان بالوں کو ناجائز قرار دیا جائے، تو وہ اصولی ہدایت صرف نہی تشبہ والی ہدایت ہو سکتی ہے جس کے اس معاملہ پر منطبق ہونے کا دعویٰ کرنا ممکن ہے۔ لیکن اس معاملہ میں تحقیق طلب امر یہ ہے کہ تشبہ سے مراد کیا ہے؟ آیا تشبہ مجموعی وضع و ہیئت ہی میں ہوتا ہے یا جزئی طور پر بھی ہو سکتا ہے؟ اس سوال کی تحقیق میں جب حدیث پر نگاہ ڈالتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جزئی طور پر غیر مسلم قوموں کی کوئی چیز لے کر اپنی وضع و معاشرت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میں شامل کر لینے کو ناجائز نہیں سمجھتے تھے۔ مثال کے طور پر شلوار ایران کی چیز تھی جو عرب پہنچکر سراویل کے نام سے موسوم ہوئی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے استعمال کو نہ صرف جائز رکھا بلکہ خود بھی استعمال فرمایا۔ چنانچہ بخاری میں ابن عباس کی روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا من لم یجد ازاراً فلیلبس سراویل (جس کو تہمت نہ ملے وہ شلوار پہن لے) اور معتبر روایات سے ثابت ہے کہ حضورؐ نے شلوار خود بھی خریدی تھی اور آپ کے زمانے میں آپ کی اجازت سے مسلمان بھی اس کو پہنتے تھے[1]۔ اسی طرح برنس کے استعمال کو آپؐ نے نہ صرف جائز رکھا تھا بلکہ ایک صحابی کو خود تحفۃً دی تھی اور قرنِ اول کے قراء میں اس کا استعمال عام تھا حالانکہ یہ عیسائی راہبوں کی ٹوپی تھی۔ اسی بنا پر سلف میں سے بعض حضرات نے اس کے استعمال کو مکروہ بھی سمجھا تھا لیکن امام مالکؒ نے ان کے اس خیال کی صاف صاف تردید فرمائی[2]۔ اسی طرح حضورؐ نے مختلف اوقات میں ایسے جبے بھی استعمال فرمائے ہیں جو غیر مسلم قوموں سے درآمد ہوئے تھے، چنانچہ معتبر احادیث سے آپ کا جبۂ شامیہ، جبۂ رومیہ اور جبۂ کسروانیہ پہننا ثابت ہوتا ہے، حالانکہ جبۂ شامیہ یہودیوں کے لباس کا جزء تھا، جبۂ رومیہ رومن کیتھولک عیسائیوں کا لباس تھا اور جبۂ کسروانیہ ایرانی فیشن کی چیز تھی۔ ان تمام روایات سے یہ بات ناقابلِ انکار طور پر ثابت ہوتی ہے کہ غیر مسلم قوموں کے تمدن، معاشرت اور وضع و ہیئت میں سے متفرق اجزاء لے کر (بشرطیکہ ان میں سے کوئی چیز بذاتِ خود حرام نہ ہو) اپنی معاشرت میں داخل کر لینا تشبّہ نہیں ہے، بلکہ تشبّہ کا اطلاق صرف اس چیز پر ہو سکتا ہے کہ کوئی مسلمان اپنے آپ کو بحیثیتِ مجموعی کسی غیر مسلم قوم کی وضع و ہیئت میں ڈھال لے، حتیٰ کہ اسے دیکھ کر ایک ناواقف آدمی یہ نہ سمجھ سکے کہ یہ مسلمان ہے۔ اب یہ صاف ظاہر ہے کہ جو شخص اپنی مجموعی وضع مسلمانوں کی سی معروف وضع رکھتا ہو اور اس میں صرف انگریزی بال اس کے سر پر ہوں تو اسے تشبّہ کا الزام نہیں دیا جا سکتا۔

بلاشبہ میرے اپنے مذاق پر بھی اب یہ بال گراں ہیں اور اسی لیے مَیں نے ان کو چھوڑ دیا ہے، لیکن یہ

---

[1] فتح الباری، کتاب اللباس، باب السراویل۔ زاد المعاد فصل فی ذکر سراویلہ ونعلہ وغیر ذالک

[2] فتح الباری، کتاب اللباس، باب البرانس

© rasailojaraid.com